نئی دنیا آپ کی منتظر ہے

آپ قرآن کی طرف آتے ہیں تو ایک نئی دنیا کی طرف آتے ہیں۔ آپ کی زندگی کا کوئی بھی اقدام قرآن کی طرف اور قرآن کے اندر سفر سے زیادہ عظیم، بابرکت اور نفع بخش نہیں ہوسکتا۔ یہ سفر آپ کو اس کلام کی نہ ختم ہونے والی مسرتوں اور ان بے پایاں خزانوں کے اندر لے جائے گا جو آپ کے خالق و مالک نے آپ کے لیے، اور ساری انسانیت کے لیے بھیجے ہیں۔ یہاں آپ کو علم و دانش کے ناقابل بیان خزانوں کا ایک جہان ملے گا جو زندگی کی شاہراہوں پر آپ کی رہنمائی کرے گا اور آپ کے فکر و عمل کی طرف صحیح صورت گری کرے گا۔ یہاں وہ گہری بصیرت ملے گی جو آپ کو مالا مال کردے گی اور صحیح راستے پر چلائے گی۔ آپ کو اس سے ایسی روشنی ملے گی جو آپ کی روح کی گہرائیوں کو منور کردے گی۔ یہاں آپ کو جذبات کی ایسی حرارت ملے گی جو آپ کے دل کو پگھلا دے گی اور آپ کے عزم کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنادے گی۔

کل تک آپ کی زندگی کیلئے جن سوالوں کی کوئی اہمیت ہی نہیں تھی کہ میں کون ہوں؟ کیونکر پیدا ہوا؟ اور میری منزل کیا ہے؟ لیکن قرآن کی وادی میں داخل ہونے کے بعد نہ صرف آپ کو اشرف المخلوقات کی شناخت حاصل ہوگی بلکہ آپ کی زندگی کو ایک نصب العین عطا ہو جائے گا۔ عروج آدمیت آپ کا مسلک و مشرب بن جائے گا اور فلاح انسانیت آپ کے فکر و عمل کا محور بن جائیگا۔ آج کی زندگی میں یہی آپ کے لئے متاع گراں ہوگا اور اسی سے آپ ایک عملی انسان کے طور پر مشہود ہوں گے۔

یہ کتاب **ھدیً للناس** ہے،اسی کتاب سے آپ انسانوں کی ہدایت کی ذمہ داری سے آشنا ہوں گے۔ بڑی سوچ سوچنا شروع کریں گے اور انسانی تہذیب کے مستقبل کے لیے خودکو وقف کریں گے اور اسی راہ پر جو بھی رکاوٹ سامنے آئے گی اس سے ٹکرا جائیں گے۔ انسانوں کیلئے آپ کا سوچنا غیر اہم نہیں بلکہ قیمتی بن جائے گا۔ جب آپ اقوام عالم کے عروج وزوال کی کئی صدیوں کے سفر کا اسی قرآن کے ذریعہ مشاہدہ کریں گے تو اپنے معاشرہ کیلئے آپ کی سوچ وفکر کو ایک باقائدہ استدلال حاصل ہوگا اور مومن کی فراست آپ کا ورثہ بن جائے گی۔

قرآن کی ھدایت کس کے لیے

قرآن اپنے دروازے صرف ان کے لیے کھولتا ہے جو زندگی کو عبث نہیں سمجھتے اور مقاصد زندگی کی خوبیوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ **ھدیً للمتقین** جو لوگ رضائے الٰہی کے لیے انصاف کی زندگی جیتے ہیں۔ یہ ان کے لئے ہدایت ہے جو آرزومند اور سرگرداں رہتے ہیں ان کے لیے ہدایت ہے **ووجدک ضالا فھدیٰ** "اے پیغمبرؐ! ہم نے تجھے سرگرداں دیکھا تو ہدایت اتاردی"۔ جو دین کے لیے مخلص بن کر رہتے ہیں، ان کے لیے یہ کتاب حق ہے۔ **فاعبداللہ مخلصًا لہ الدین** جو مقصد کے لیے اخلاص، آرزومندی کی کیفیت اور خصوصی توجہ کے ساتھ وابستگی رکھیں۔ صرف انہیں کو قرآن کے خزانے جمع کرنے کی اجازت دی جاتی ہے جو اس کی ہدایت کے آگے اپنے آپ کو مکمل طور پر ڈھالنے کے لیے اور اسے جذب کرنے اور اپنی بہتر کوشش کرنے کیلئے تیار رہیں۔

بہت سارے لوگ ہیں جو اس ہدایت کو مکمل وابستگی سے نہیں اپناتے۔ وہ تلاوت تو کرتے ہیں لیکن اس کی ہدایات سے بہرہ مند نہیں ہوتے۔ وہ احترام کے جذبہ سے اس کتاب کو چومنے اور آنکھوں کی ٹھنڈک بنانے کا کام بھی کرتے ہیں لیکن اس سے وہ پیغام حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں جو ان کی شخصیت کو مالا مال اور تبدیل کردیتا ہے۔ کچھ دوسرے خدا کی آواز سن تو لیتے ہیں، لیکن اپنے اندر وہ عزم، وہ ارادہ اور وہ حوصلہ پانے میں ناکام رہتے ہیں جو اس کا جواب دینے اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے ضروری

ہے۔ کچھ وہ بھی کھودیتے ہیں جو ان کے پاس ہوتا ہے اور قرآن کے قیمتی جواہرات جمع کرنے کے بجائے ہدایت کے دیگر دروازوں سے پتھروں کا کمرتوڑ بوجھ لے آتے ہیں جو ان کو ہمیشہ تکلیف دیتا رہتا ہے۔ یہ کتنا بڑا المیہ اور بدقسمتی ہوگی کہ آپ قرآن کی طرف آئیں اور خالی ہاتھ لوٹ جائیں۔ نہ آپ کی روح کے تار مرتعش ہوں، نہ دل میں کوئی لہر اٹھے، نہ زندگی میں کوئی تبدیلی آئے، جیسے داخل ہوئے تھے، ویسے کے ویسے ہی باہر نکل گئے!

قرآن کی تلاوت کا سب سے بڑا حق اسے سمجھ کر پڑھنا ہے۔ دوسرا بڑا حق اس کو اپنے لیے راہ ہدایت بنانا ہے۔ یہ بات ذہن نشین کرلیجئے کہ قرآن جو کچھ کہتا ہے اس کی پیروی کے لیے جب تک ارادہ، عزم اور آمادگی پیدا نہیں ہوگی اس وقت تک آپ اس کی تلاوت کا حق ادا نہیں کررہے۔ اور جس طرح وہ چاہتا ہے اس کے مطابق ظاہری طور پر بھی، اور باطنی طور پر بھی، اپنی زندگی، رویوں اور برتاؤ کو تبدیل کئے بغیر آپ کی شخصیت کی وہ تعمیر بھی نہیں ہوسکے گی جو اللہ تعالیٰ کو مثالی انسان کے طور پر پسندیدہ ہے۔

اگر آپ کی کوئی عملی زندگی نہیں ہے اور انسانوں اور سماج کا کوئی ذمہ آپ نے اٹھایا ہی نہیں ہے۔ انسانوں کی آزادی، وقار اور فلاح وہدایت کیلئے ہونے والی کوششوں کے آپ رفیق کار ہی نہیں بنے تو آپ قرآن سے اپنا عملی تعلق قائم نہیں کرسکتے۔ آپ صرف میز کے سامنے کرسی پر بیٹھ کر قرآن کے مطالعہ سے رہنمائی تلاش کرنا چاہتے ہیں تو آپ کے مطالعہ میں اضافہ ضرور ہورہا ہے لیکن خدا کو مطلوب ایک ذمہ دار انسان کے طور پر آپ کی تشکیل نہیں ہورہی۔ اسی طرح آپ کسی چاردیواری میں چند عباداتی رسومات کی ادائیگی سے قرآن پر عمل کی حاصلات کا گمان رکھتے ہیں تو اس صورت میں بھی آپ قرآن کی تعلیمات کے ایک بڑے حصے سے محروم رہ جاتے ہیں۔

قرآن کے احکام، اس کی اخلاقی تعلیمات، اس کی معاشی اور تمدنی ہدایات اور زندگی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں اس کے بتائے ہوئے اصول وقوانین آدمی کی سمجھ میں نہیں آسکتے جب تک کہ وہ عملاً ان کو برت کر نہ دیکھے۔ نہ وہ فرد اس کتاب کو سمجھ سکتا ہے جس نے اپنی انفرادی واجتماعی زندگی کو اس کی تمام شعبہ ہائے زندگی میں پیروی سے آزاد کررکھا

ہے اور نہ وہ قوم اس سے آشنا ہو سکتی ہے جس کے اجتماعی ادارے قرآن کی بتائی ہوئی تعمیر انسانیت کی تعلیمات کے خلاف چل رہے ہوں۔

قرآن کیا ہے؟

قرآن میں انسان کے لیے جو کچھ ہے، اس کی عظمت اور اہمیت کا ادراک کرنا یا اسے بیان کرنا اس کے بس میں نہیں ہے۔ لیکن آغاز کرنے کے لیے، آپ کو کچھ نہ کچھ اندازہ ہونا چاہیے کہ یہ کیا ہے، آپ کے لیے اس کی کیا اہمیت ہے، تاکہ آپ کے اندر، اپنے کل وجود کے ساتھ، قرآن کے اندر ڈوبنے کا جذبہ بیدار ہو۔ کلی وابستگی، مکمل سپردگی اور مسلسل کوشش کے ساتھ، جیسا کہ اس کا تقاضا ہے۔

قرآن آپ کے لیے اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ یہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی نسلوں سے اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کی تکمیل ہے: ''میری طرف سے کوئی ہدایت تمہارے پاس پہنچے، تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے، ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہ ہوگا۔'' (البقرہ ۲:۳۸)۔

اس دنیا میں شر اور باطل کی قوتوں کے مقابلے میں جدوجہد کے لیے یہ آپ کے کمزور وجود کی مدد ہے۔ آپ کے خوف اور پریشانی کو قابو کرنے کے لیے یہی واحد ذریعہ ہے۔ جب خیر و شر کی اور مفادات و قربانی کی کشمکش میں آپ سہل پسندی کا شکار ہوں تو اس وقت یہ کتاب آپ کو ہمت و جرأت کا راستہ دکھائے گی اور جب جہد و قربانی کے راستہ پر آپ کے قدم ڈگمگانے لگیں تو آپ کو عزم و یقین کا استحکام بخشے گی۔ جب آپ اندھیروں میں بھٹک رہے ہوں تو کامیابی اور نجات کا راستہ تلاش کرنے کے لیے یہی واحد نور ہے۔ آپ کے نفس کے امراض کے لیے، اور آپ کے چاروں طرف جو اجتماعی خرابیاں ہیں، ان کے لیے واحد شفا ہے۔ یہ آپ کی فطرت اور تقدیر، آپ کے منصب و فرائض، آپ کے خطرات اور انعامات کے لیے مسلسل یاددہانی اور ذکر ہے۔

اس لئے جب تک آپ اپنے خیالات اور اعمال کو قرآن کی ہدایات کے مطابق ڈھالنے کے لیے تیار نہ ہوں اور اس کا آغاز نہ کر دیں، آپ کی ساری محنت اور خلوص بے

فائدہ رہے گا۔ محض ذہنی مشقیں اور وجدانی تجربے آپ کو ہرگز قرآن کے حقیقی خزانوں کے قریب نہیں لا سکتے۔ بشری کمزوریوں، قدرتی مشکلات اور خارجی رکاوٹوں کی وجہ سے قرآن کی پیروی اور زندگی میں تبدیلی لانے میں ناکامی ایک بات ہے، اور اس لیے ناکامی کہ آپ کا ایسا ارادہ ہی نہیں ہے یا اس کے لیے کسی قسم کی کوشش نہ کریں، بلکل دوسری بات ہے۔ اگر آپ نے قرآن سے تعلق کے باوجود مثالی عملی زندگی اختیار ہی نہیں کی تو آپ قرآن کے ایک عالم کی حیثیت سے شہرت تو حاصل کر سکتے ہیں لیکن آپ خدا کو مطلوب آئیڈیل انسان نہیں بن سکتے۔

قرآن نے ان افراد کی شدید ترین مذمت کی ہے جو خدا کی کتاب پر ایمان کا زبانی اقرار تو کرتے ہیں، لیکن جب ان کو عمل کے لیے کہا جاتا ہے یا فیصلہ طلب صورت حال سامنے آتی ہے تو وہ اس کی ہدایت کو نظر انداز کر دیتے ہیں یا اس کی طرف سے پیٹھ پھیر لیتے ہیں۔ انہیں کافر، فاسق اور ظالم قرار دیا گیا ہے۔

رکاوٹیں اور مشکلات

ہمیشہ خبردار رہیے کہ جونہی آپ قرآن پڑھنے کے کام کا آغاز کریں گے شیطان قرآن کے خزانوں کی طرف آپ کے راستے میں ہر ممکن رکاوٹ اور مشکل پیدا کرے گا۔

قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والی صراط مستقیم کا واحد یقینی رہنما ہے۔ اس راستے پر چلنا انسان کی تقدیر ہے۔ جب حضرت آدمؑ پیدا کیے گئے تو انہیں ان رکاوٹوں اور مشکلات سے آگاہ کیا گیا جو انسان کو اپنی تقدیر کی تکمیل کے لیے عبور کرنا پڑیں گیں۔ اس کی سب کمزوریاں کھول کھول کر سامنے رکھ دی گئیں، خصوصاً ارادے کی کمزوری اور نسیان (طٰہٰ:۱۱۵) یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ سفر کے ہر قدم پر شیطان اس کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرے گا۔ شیطان نے اللہ سے کہا: اچھا تو جس طرح تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے میں بھی اب تیری سیدھی راہ پر ان انسانوں کی گھات میں لگا رہوں گا، آگے اور پیچھے، دائیں اور بائیں، ہر طرف سے ان کو گھیروں گا۔ تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا (الاعراف:۱۶:۱۷)

ظاہر ہے کہ شیطان کے خلاف ساری زندگی کی لڑائی میں اور ہدایت الٰہی کے مطابق

زندگی گزارنے کی کوشش میں قرآن تمہارا سب سے زیادہ طاقت ور ساتھی ہے۔ اس لیے قرآن کے مطالعے کے ارادے کے پہلے قدم سے، اس کے مطابق زندگی گزارنے کے آخری قدم تک شیطان آپ کے سامنے بہت سی چالیں، مکر، حیلے، دھوکے، فریب اور رکاوٹیں لائے گا جو آپ کو عبور کرنا ہوں گی اور مسترد کرنا ہوں گی۔ شیطان آپ کی نیت میں فتور پیدا کرسکتا ہے، آپ کو قرآن کے معانی اور پیغام سے بے خبر رکھ سکتا ہے، ذہن میں شکوک وشبہات پیدا کرسکتا ہے، اللہ کے کلام اور آپ کی روح کے درمیان حجاب حائل کرسکتا ہے، بنیادی تعلیمات کے بجائے فروعی امور میں الجھا سکتا ہے، قرآن کا اتباع کرنے سے دور لے جاسکتا ہے یا قرآن پڑھنے کو نظرانداز کرنے اور آئندہ پر ملتوی کرنے پر آمادہ کرسکتا ہے۔ یہ سب خطرات اور اندیشے خود قرآن میں وضاحت سے بیان کردیے گئے ہیں۔

قرآن اور آپ کے درمیان تیسری رکاوٹ طاغوت بن سکتا ہے۔ طاغوت دیکھنے میں آنے والی اور نہ آنے والی قوتوں کے ساتھ آپ سے مقابل ہوسکتا ہے۔ آپ کی اپنی خواہشات، آپ کے استاذ و پیر کا طریقہ، آپ کے فرقہ اور آپ کی جماعت کا مسلک ایک نظر نہ آنے والی قوت کی حیثیت میں آپ کو وسوسہ، مفادات اور خوف کا شکار کرسکتے ہیں یا تقدس واحترام کے لبادہ میں آپ کی سوچ پر جمود کے ذریعے قرآن کی ہدایت سے دور رکھ سکتے ہیں۔ اور اسی طرح نظر آنے والے طاغوت یعنی طاقتور طبقے بزور قوت مفادات، خوف اور دہشت کے نرغے میں لیکر حق و باطل کی کشمکش میں آپ کو ڈگمگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور پھر شیطان کے دوستوں کی کہیں کمی نہیں ہوتی، ان سے خود کو بچا کر چلنے کے لئے الگ احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔

اعتماد اور بھروسہ

ان تمام رکاوٹوں سے بچتے ہوئے صرف اور صرف اللہ پر بھروسا رکھیے کہ وہ قرآن کے مطالعے کے بھرپور فوائد کی طرف آپ کی رہنمائی کرے گا۔ جس طرح یہ اللہ کی رحمت بے پایاں ہے کہ وہ قرآن کے ذریعے اپنا کلام آپ تک لایا ہے اور آپ کو قرآن تک لایا ہے، اسی طرح اس کی رحمت ہی ہے جو اس اہم اور نازک کام میں آپ کی مددگار ہوسکتی

ہے۔ اس کے لئے آپ کے قلب و ذہن میں جتنی زیادہ آرزومندی تلاش اور جستجو ہوگی، آپ اس کی رحمت و ہدایت کے بھی اتنے ہی زیادہ مستحق ہونگے۔ آپ کو بہت قیمتی اور معیاری اشیاء درکار ہیں، ان کو حاصل کرنا آسان نہیں ہے۔ آپ کو بے انتہا خطرات درپیش ہیں جن کو عبور کرنا ہوگا۔ جب آپ اپنی پوری وابستگی سے مشکلات و خطرات کے تمام امتحانات سے پاس ہوکر نکلتے ہیں تو اس کی قبولیت کے تمام دروازے کھل جاتے ہیں۔

آپ کی خواہش اور کوشش لازمی و اولین ذرائع ہیں اس کے بعد اللہ کی مدد اور توفیق یقینی ضمانت ہیں جن سے آپ اپنا راستہ کامیابی اور نفع کے ساتھ طے کرسکتے ہیں۔ سچے مومن کی حیثیت سے آپ کو زندگی کے ہر معاملے میں صرف اللہ پر بھروسا رکھنا چاہیے۔ زندگی کی ہر چیز کے لیے صرف اس کی طرف رخ کرنا چاہیے اور قرآن سے زیادہ اہم ترکون سی چیز ہوسکتی ہے!؟ قرآن کے لیے آپ جو کچھ کررہے ہیں، اس پر فخر کا احساس نہ کیجیے۔ ہمیشہ اپنی کمزوریوں اور حدود کا شعور رکھیے، ایک ایسے کام کے لیے جس کی کوئی مثل نہیں۔

پس قرآن کی طرف جاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول اصل مطمح نظر ہونا چاہیے۔ اسی مقصد کے لئے آپ نے جس کام کا بھی آغاز کیا ہے اس میں عجز وانکساری اور خدا پر مکمل اعتماد اور بھروسے کے احساس کے ساتھ، ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کی مدد اور سہارے کو طلب کرتے رہیں۔

سمجھ کر پڑھنا:

آخری بات، جو کم اہم نہیں ہے یہ ہے کہ جو کچھ آپ قرآن میں پڑھ رہے ہیں، اسے سمجھنے کے لیے، آپ کو اپنے اندر کی شخصیت کو اس عمل میں شامل کرنے کی ضرورت ہوگی۔ یہ اس کے لیے، سب سے اہم اور موثر ذرائع میں سے ایک ہے۔

اگرچہ کسی کے دل تک قرآن کا پیغام پہنچنے کے لیے لازمی ہے کہ معلوم ہو کہ قرآن اس سے کیا کہہ رہا ہے؟ لیکن یہ ایسی ناگزیر شرط نہیں ہے کہ اس کے بغیر انسان، قرآن کی برکات میں سے کچھ حصہ بھی نہ پائے۔ بہت سے ایسے ہیں جو قرآن کا ہر لفظ سمجھتے ہیں لیکن ان کے دل قرآن کے لیے بند رہتے ہیں۔ بہت سے ہیں جو اس کا ایک لفظ بھی نہیں سمجھتے لیکن انہیں

اللہ سے تعلق، محبت اور قرب، اطاعت اور وارفتگی کی روح پرور کیفیت حاصل ہوتی ہے۔ ایسا اس لیے ہے کہ قرآن سے تعلق کا انحصار جستجو اور آرزومندی سے ہے اور ان کے قلوب اس سے خالی نہیں ہوتے۔ لیکن اس سے، قرآن جو کچھ آپ سے کہتا ہے اسے سمجھنے کی بے انتہا اہمیت میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں آتی۔ یہاں ہم 'سمجھنے' کا لفظ اس مفہوم میں استعمال کر رہے ہیں کہ الفاظ کا مطلب معلوم ہو۔ غور وفکر، تدبر، مکمل معانی تک پہنچنا، حالات پر اطلاق کرنا، سبھی شامل ہیں۔

اگر آپ پہلے ہی لمحے سے اس خدا کے آگے کامل سپردگی میں اپنے اندر تبدیلی لانا اور اپنی زندگی کی تعمیر نو شروع نہ کر دیں جس نے آپ کو قرآن دیا ہے تو قرآن پڑھنے سے آپ کو بہت تھوڑا فائدہ ہوگا۔ اگر عمل کے لیے قوت ارادی اور کوشش نہ ہو تو قلب کی کیفیات، روح کی وجد آفرینی اور علم میں اضافے سے آپ کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اگر قرآن آپ کے اعمال پر کوئی اثر نہ ڈالے اور آپ اس کے احکامات کی اطاعت نہ کریں اور جو وہ منع کرتا ہے، اس سے نہ رکیں تو پھر سمجھ لیجیے آپ قرآن کے قریب نہیں ہو رہے۔

قرآن کے ہر صفحے پر سر تسلیم خم کرنے، اطاعت کرنے، عمل کرنے اور تبدیلی لانے کی دعوت ہے۔ جو اس کے حکم کو تسلیم نہ کریں، انہیں کافر، ظالم اور فاسق کہا گیا ہے (المائدہ: ۴۴-۴۷) جن لوگوں کو اللہ کی کتاب دی گئی ہے لیکن وہ نہ اس کو سمجھتے ہیں نہ اس پر عمل کرتے ہیں انہیں ایسے گدھے قرار دیا گیا جو بوجھ لادے ہوئے ہیں مگر جو کچھ لادے ہوئے ہیں، نہ اس کو جانتے ہیں نہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں (الجمعہ: ۵)۔

''یہ وہ لوگ ہیں جن کے خلاف اللہ کے رسولؐ قیامت کے روز فریاد کریں گے:

''اے میرے رب، میری قوم نے اس قرآن کو پس انداز کردہ چیز بنالیا تھا'' (الفرقان۔۳۰)

قرآن کو ترک کر دینا، ایک طرف رکھ دینا اس کا مطلب ہے اس کو نہ پڑھنا، نہ سمجھنا، نہ اس کے مطابق زندگی گزارنا۔ اس کو ایک قصہ پارینہ سمجھنا جس کا اب کوئی کام نہیں رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے قرآن کی پیروی پر زور دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ آپ نے فرمایا:

''میری اُمت کے بہت سے منافق قرآن پڑھنے والوں میں سے ہوں گے'' (احمد)

''وہ شخص قرآن کا سچا ماننے والا نہیں ہے جو اس کے حرام کیے ہوئے کو حلال سمجھتا ہے.'' (ترمذی)

''قرآن کی تلاوت کرو تا کہ تم جو کچھ وہ منع کرتا ہے، اس سے رک سکو۔ اگر یہ تمہیں اس قابل نہ بنائے کہ تم رک جاؤ تو تم نے اس کی حقیقی معنوں میں تلاوت نہیں کی ہے۔'' (طبرانی)

صحابہ کرامؓ کے لیے قرآن سیکھنے کا مطلب، اس کو پڑھنا، اس پر غور وفکر کرنا اور اس پر عمل کرنا ہوتا تھا۔ روایت ہے کہ:

''جو لوگ قرآن پڑھنے میں مشغول تھے، بتاتے ہیں کہ عثمانؓ ابن عفان اور عبداللہؓ بن مسعود جیسے لوگ جب ایک دفعہ رسولؐ سے دس آیات سیکھ لیتے تھے تو جب تک ان آیات میں علم اور عمل کے حوالے سے جو کچھ ہوتا تھا، اسے واقعی نہیں سیکھ لیتے تھے، آگے نہیں بڑھتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ انہوں نے قرآن اور علم ایک ساتھ سیکھا ہے۔ اس طرح بعض وقت وہ صرف ایک سورت سیکھنے میں کئی برس صرف کرتے تھے''۔ (سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن)

قرآن کے مطالعے سے آپ کے دل میں ایمان پیدا ہونا چاہیے۔ اس ایمان کے مطابق آپ کی زندگی کو ڈھلنا چاہیے۔ یہ کوئی تدریجی مرحلہ وار عمل نہیں ہے جس میں آپ پہلے کئی برس قرآن پڑھنے میں، پھر اسے سمجھنے میں، پھر ایمان مضبوط کرنے میں صرف کریں اور پھر اس کے بعد اس پر عمل کریں۔ جب آپ کلام الٰہی سنتے ہیں یا تلاوت کرتے ہیں تو آپ کے اندر ایمان کی چنگاری روشن ہو جاتی ہے۔ جب اندر ایمان داخل ہو جاتا ہے، تو آپ کی زندگی بدلنی شروع ہو جاتی ہے۔ جو بات آپ کو یاد رکھنی چاہیے وہ یہ ہے کہ قرآن کے مطابق زندگی گزارنے کا سب سے زیادہ بنیادی تقاضہ یہ ہے کہ آپ ایک بڑا فیصلہ کریں۔ دوسرے جو کچھ بھی کر رہے ہوں، معاشرے کے مطالبات کچھ بھی ہوں، آپ کے آس پاس کوئی بھی افکار غالب ہوں، آپ کو اپنی زندگی کا راستہ مکمل طور پر تبدیل کرنا ہوتا ہے۔ یہ فیصلہ عظیم قربانیاں چاہتا ہے لیکن اگر آپ قرآن کو خدا کا کلام تسلیم کر کے اس پر

ایمان لا کر چھلانگ لگانے کو تیار نہ ہوں تو آپ جو وقت قرآن کے ساتھ صرف کر رہے ہیں، اس کا کوئی اچھا نتیجہ سامنے نہیں آئے گا۔

پہلے قدم پر، پہلے ہی لمحے یہ بالکل واضح کر دیا گیا ہے کہ قرآن صرف ان لوگوں کے لیے ہدایت ہے جو خدا کی مرضی کے خلاف زندگی گزارنے کے نقصانات اور اس کی ناراضگی مول لینے سے بچنے کے لیے عمل کرنے کو تیار ہیں اور یہی متقی ہیں (البقرہ۱:۱-۵)

قرآن علم اور عمل کے درمیان اور ایمان اور عمل صالح کے درمیان کوئی دُوری اور فاصلہ تسلیم نہیں کرتا۔

قرآنی مشن کی تکمیل

قرآن کے مطابق زندگی گزارنے کا ایک ضروری اور اہم حصہ یہ ہے کہ اپنے اردگرد کے لوگوں تک اس کا پیغام پہنچائیں۔ اللہ کے رسولؐ پر جیسے ہی پہلی وحی نازل ہوئی آپؐ نے اسے عوام تک پہنچانے کے کارِعظیم کا احساس کرلیا۔ دوسری وحی قُم! فَاَنْذِرَ کا حکم لیے ہوئے آئی۔ پھر متعدد مقامات پر رسول ﷺ پر یہ واضح کیا گیا کہ قرآن کو پہنچانا، اسے سنانا اور اس کی تشریح کرنا، آپؐ کا اولین فریضہ اور آپؐ کی زندگی کا مشن ہے (الانعام:۱۹، الفرقان:۱، الانعام:۱۰۵، المائدہ:۶۷، مریم:۹۷، الاعراف:۱۵۷)

اب آنحضرت ﷺ کے پیروکار ہونے اور اللہ کی کتاب کے حامل ہونے کی حیثیت سے یہی مشن ہمارے سپرد ہے۔ ہمارے پاس قرآن ہونے کا تقاضا ہے کہ ہم اسے اپنے اور دوسروں تک پہنچائیں۔ قرآن سننے کا مطلب ہے کہ اسے سنائیں۔ ہمیں اسے پوری انسانیت پر واضح کرنا چاہیے اور بتانا چاہیے اور چھپا کر نہیں رکھنا چاہیے۔

”ان اہل کتاب کو وہ عہد بھی یاد دلاؤ جو اللہ نے ان سے لیا تھا کہ تمھیں کتاب کی تعلیمات کو لوگوں میں پھیلانا ہوگا، انھیں پوشیدہ رکھنا نہیں ہوگا۔ مگر انھوں نے کتاب کو پس پشت ڈال دیا اور تھوڑی قیمت پر اسے بیچ ڈالا۔ کتنا برا کاروبار ہے جو یہ کر رہے ہیں“۔ (آل عمران۳:۱۸۷)

اگر آپ کے قلب میں اور ہاتھ میں کوئی چراغ ہے تو اس کی روشنی پھیلنی چاہیے۔ اگر آپ کے اندر کوئی آگ لگی ہے تو اس کی تپش پھیلنی چاہیے۔ جو عارضی دنیاوی مقاصد کے

لیے ایسا نہیں کرتے وہ درحقیقت اپنے پیٹ آگ سے بھر رہے ہیں۔

حق یہ ہے کہ جو لوگ ان احکام کو چھپاتے ہیں جو اللہ نے اپنی کتاب میں نازل کیے ہیں اور تھوڑے سے دنیاوی فوائد پر انھیں بھینٹ چڑھاتے ہیں وہ دراصل اپنا پیٹ آگ سے بھر رہے ہیں۔ قیامت کے روز اللہ ہرگز ان سے بات نہ کرے گا، نہ انھیں پاکیزہ ٹھہرائے گا۔ وہ اللہ کی لعنت کے مستحق ہوں گے۔ (البقرہ۲:۱۷۴)

”جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی روشن تعلیمات کو چھپاتے ہیں اس کے باوجود کہ ہم انھیں سب انسانوں کی رہنمائی کے لیے اپنی کتاب میں بیان کر چکے ہیں، یقین جانو کہ اللہ بھی ان پر لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں“۔ (البقرہ:۱۵۹)

”البتہ جو اس روش سے باز آجائیں اور اپنے طرزِ عمل کی اصلاح کرلیں اور جو کچھ چھپاتے تھے، اسے بیان کرنے لگیں، ان کو میں معاف کردوں گا“۔ (البقرہ۲:۱۶۰)

”لیکن اگر وہ اسی حالت میں مرگئے تو ان پر سب کے سب لعنت کریں گے۔ جن لوگوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا اور کفر کی حالت میں ہی جان دی ان پر اللہ، فرشتوں اور سب انسانوں کی لعنت ہے“۔ (البقرہ:۱۶۱)

”رہے وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں تو ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اللہ قیامت کے روز نہ ان سے بات کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انھیں پاک کرے گا“۔ (آل عمران۳:۷۷)۔

اب، اپنے آپ پر نظر ڈالیے، آج کل کے مسلمانوں کو دیکھیے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ دن رات لاکھوں افراد قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، اس سے ہمارے حالت میں کوئی فرق نہیں پڑتا کیوں؟ اس لیے کہ یا تو اسے ہم پڑھتے ہیں اور سمجھتے نہیں ہیں یا اگر سمجھتے ہیں تو اسے تسلیم نہیں کرتے یا اس پر عمل نہیں کرتے یا اگر ہم اس پر عمل کرتے ہیں تو ہم اس کا ایک حصہ تسلیم کرتے ہیں اور ایک مسترد کرتے ہیں یا جس وقت ہم اسے پڑھنے میں اور اس کے کسی ایک حصہ پر عمل کرنے میں مصروف ہوتے ہیں تو ہم اسے چھپانے کا اور اس کی روشنی دنیا تک نہ پہنچانے کے بدترین جرم کا ارتکاب کر رہے ہوتے ہیں!

”ان میں بعض ان پڑھ ہیں جو کتاب الٰہی کو صرف اپنی آرزوؤں کا مجموعہ خیال کرتے ہیں اور محض وہم وگمان پر چلے جارہے ہیں۔ پس ہلاکت اور تباہی ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھوں سے شریعت تصنیف کرتے ہیں۔ پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے تاکہ اس کے ذریعے سے تھوڑی سی قیمت حاصل کرلیں۔“ (البقرہ:۷۸۔۷۹)

”تو کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصے کے ساتھ کفر کرتے ہو۔ پھر تم میں سے جو لوگ ایسا کریں ان کی سزا اس کے سوا کیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ذلیل وخوار ہوکر رہیں اور آخرت میں شدید ترین عذاب کی طرف پھیر دیئے جائیں۔“ (البقرہ:۸۵)

ہمارے ذہنوں میں ذرّہ برابر شبہہ نہیں ہونا چاہیے کہ جب تک ہم قرآن کے گواہ ہونے کی سب سے اہم ذمہ داری ادا نہیں کریں گے، جو ہم پر اس کا حامل ہونے اور اسے پڑھنے کی وجہ سے آتی ہے، ہم قرآن کا حق ہرگز ادا نہیں کرسکتے۔ بے عزتی، ذلت وتحقیر اور پس ماندگی جو ہمارے حصے میں آئی ہے صرف اس رویے کی وجہ سے آئی ہے جو ہم قرآن کے ساتھ اور جو مشن اس نے ہمارے سپرد کیا ہے اس کے ساتھ رکھے ہوئے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ اس قرآن سے بعض قوموں کو زوال عطا کرتا ہے اور بعض کو عروج۔ کاش انہوں نے تورات اور انجیل اور ان دوسری کتابوں کو (سچائی سے) قائم کیا ہوتا جو ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس بھیجی گئی تھیں۔ ایسا کرتے تو ان کے لیے اوپر سے رزق برستا اور نیچے سے ابلتا۔“ (المائدہ:۶۶)

ہم قرآن کے بارے میں کتنا ہی اعلیٰ علمی معیار حاصل کرلیں، ہم قرآن کے مکمل اور حقیقی معانی سمجھنے اور دریافت کرنے میں اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتے جب تک ہم قرآن کی اطاعت نہ کریں۔

رسول ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا: ”تم لوگوں میں ایسے لوگ ہوں گے کہ جب تم اپنی نمازوں کا ان کی نمازوں سے، اپنے روزوں کا ان کے روزوں سے، اپنے اچھے

اعمال کا ان کے اچھے اعمال سے مقابلہ کروتو تمہیں اپنے اعمال بہت کم تر محسوس ہوں گے۔ وہ قرآن پڑھتے ہوں گے لیکن یہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔“ (بخاری)۔

قرآن کی ہدایت خواتین کیلئے:

قرآن مجید کو جس طرح مثالی انسان کی اوصاف والے مسلم ومومن، اطاعت گذار وذمہ دار، صادق وصابر، خاشع وسخی، روزہ دار وباعصمت، ذاکر وداعی مرد پسندیدہ ہیں بلکل اسی طرح انہی مثالی اوصاف کی عورتیں بھی پسندیدہ ہیں۔ (الاحزاب ۳۵ اور تحریم ۵) لیکن اس کے ساتھ عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے اطاعت گذاری ونیک بخشی اور رفیق زندگی کیلئے وارفتگی و رازداری کی خصوصیت سے نوازا ہے، اس لئے وہ ان عطیات خداوندی کی موجودگی میں گھر کے ادارے کو چلانے کی ذکاوت وہمت کی خوبی سے سرشار ہوتی ہیں۔ یہ گھر کی چھوٹی ریاست جہاں سے آئندہ نسلوں کی تعمیر وترقی ہونی ہے اور ان نسلوں کو گھر کے ادارے سے ملی ہوئی تربیت کی روشنی میں بڑے اجتماعی اداروں کے باگ دوڑ سنبھالنی ہے۔ اسلئے خواتین اپنے ان اہم فرائض وذمہ داریوں کو چلانے کا سلیقہ اور ہنر اسی قرآن کی ہدایت سے ہی حاصل کرسکتی ہیں۔ افراد کی تمام حیثیتیں اور اجتماعی اداروں کی تمام نوعیتیں کس طرح باہمی عمل کاری میں مربوط رہیں یہ قرآن کا سب سے بڑا اعجاز ہے۔ اسی اعجاز کے سمندر سے خواتینِ اسلام غوطے لگا کر اپنے لئے سعادتوں کے موتی تلاش کریں۔ اس طرح قرآن کی اسی ہدایت کی روشنی میں وہ نہ صرف اطاعت گذاری ونیک بختی کی اور وارفتگی ورازداری کی صفات سے کماحقہ اپنے گھر کو جنت نظیر بناسکتی ہیں بلکہ مومنات کی صفات سے وہ اپنے خاندان اور برادری کے سسٹم کو بھی انسانوں کے لئے نفع بخش بناسکتی ہیں۔ یہی سمٹی ہوئی نفع بخشیاں انسانی سماج کو بڑے پیمانے پر فلاحی معاشرے میں تبدیل کرنے کا سبب بنتی ہیں۔ سب سے اہم یہ کہ خواتین کا دعوتی کردار ان کی ذمیداریوں میں بیحد اہمیت حاصل کرلیتا ہے۔ اس کے بعد کسی عورت کی زندگی اس کے لباس وزیورات کے دکھاوے کا شوپیس نہیں رہتی بلکہ وہ خدا کے تخلیقی نظام کا ایک نفیس وشاہکار نمونہ بن کر بیوی اور ماں کے روپ میں اور استاد وداعی کی حیثیت میں معرفت خداوندی کا مشہود بن جاتی ہے۔